۵

مصیبت زدگان کی مدد کرو

(فرمودہ ۲- فروری ۱۹۳۴ء)

تشہّد‘ تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا-

جلسہ سالانہ کے موقع پر میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وحی کے متعلق تقریر کی تھی- وہ نوٹ جو میں نے اُس موقع پر بیان کرنے کیلئے تیار کئے تھے‘ ان میں سے قلیل حصہ ہی بیان کرسکا تھا اور وقت کی تنگی کی وجہ سے جو حصے بیان نہ کرسکا‘ ان میں سے ایک حصہ یہ بھی تھا کہ آپ کے الہامات کو سمجھنے میں احباب کو ایک غلطی لگی ہے اور وہ یہ کہ بہت سے الہامات جو ایک شکل کے ہیں‘ ان کو ایک ہی واقعہ کے متعلق سمجھ لیتے ہیں حالانکہ وہ مختلف واقعات کے متعلق ہوتے ہیں اور ہم شکل الفاظ کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ایک قسم کے کئی واقعات ظاہر ہونے والے ہیں جو مختلف اوقات میں رونما ہوں گے- پس دس یا بارہ الہامات جو بظاہر ایک ہی واقعہ کے متعلق خیال کئے جاتے ہیں وہ دراصل اپنی ذات میں مکمل پیشگوئیاں ہوتی ہیں- اس ضمن میں ایک نوٹ زلزلہ کی پیشگوئی کے متعلق بھی تھا اور میں یہ بتانا چاہتا تھا کہ وہ الہامات جو زلزلہ کے متعلق ہیں انہیں غلطی سے ایک ہی زلزلہ کے متعلق سمجھ لیا گیا ہے حالانکہ وہ مختلف واقعات کے متعلق پیشگوئیاں ہیں- بعض اور زلزلوں کے متعلق ہیں‘ بعض جنگ کے متعلق‘ بعض دیگر قسم کی آفات اور طوفانوں کے متعلق ہیں بعض حکومتوں کے تغیرات کے متعلق ہیں- غرض یہ کہ وہ پیشگوئیاں مختلف رنگ رکھتی ہیں- میں نے ان کی علامتیں بھی نکالی تھیں مگر انہیں بیان نہ کرسکا-

آج بھی اس مضمون کے بیان کرنے کا تو موقع نہیں لیکن زلزلہ کے متعلق جو ۱۵-جنوری کو بہار' بنگال اور نیپال میں آیا ہے جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ یہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک مستقل پیشگوئی تھی- جیسا کہ رؤیا کے الفاظ ہیں کہ:-

" دیکھا کہ بشیر احمد کھڑا ہے- وہ ہاتھ سے شمال مشرق کی طرف اشارہ کرکے کہتا ہے کہ زلزلہ اس طرف چلا گیا-"[۱]

زلزلہ شمال مشرق کی طرف چلا گیا- اس کا مفہوم یہی ہے کہ پہلے ذہن اسی طرف منتقل تھے کہ زلزلہ والی پیشگوئی کے مطابق یہ زلزلہ بھی شاید اسی علاقہ میں آئے گا جہاں پہلے آیا ہے- پہلا زلزلہ شمال مغربی حصہ میں ضلع کانگڑہ کی طرف آیا تھا اور ذہن عام طور پر اسی طرف منتقل تھے کہ اُدھر ہی دوسرا زلزلہ آئے گا اور اس کا اس قدر اثر تھا کہ اس علاقہ میں اگر کوئی چھوٹا سا دھکّا بھی زلزلہ کا محسوس ہوا تو سمجھ لیا جاتا کہ وہ پیشگوئی بھی پوری ہوگئی ہے- جب لمبے عرصہ تک یہ شُبہ رہا اور اللہ تعالیٰ نے دیکھا کہ لوگ اس خیال کو متواتر اور اس طرح قائم کرتے جارہے ہیں کہ آئندہ شاید یہ پیشگوئی کا جزو بن جائے تو پھر ایک الہام کے ذریعہ اس غلط فہمی کو رفع کردیا- حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رؤیا میں دیکھا کہ میاں بشیر احمد صاحب نظر آئے- اور وہ کہہ رہے ہیں کہ زلزلہ شمال مشرق کی طرف چلا گیا- اس پیشگوئی کے متعلق بھی اس وقت تفصیلی طور پر بیان نہیں کرسکتا- اس کے متعلق میں نے میاں بشیر احمد صاحب سے کہا ہے کہ لکھیں کیونکہ انہی کے منہ سے یہ الفاظ نکلوائے گئے ہیں اس لئے جب مجھے کہا گیا کہ اس کے متعلق ایک رسالہ لکھوں تو میں نے اس پیشگوئی کے ادب و احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے یہی کہا کہ میاں بشیر احمد صاحب لکھیں اس لئے اس کی طرف صرف اشارہ کرکے ہی میں اس مضمون کی طرف آنا چاہتا ہوں کہ جو پیشگوئیاں اللہ تعالیٰ پوری کرتا ہے وہ بھی دو قسم کی ہوتی ہیں- ایک قسم کی پیشگوئیاں براہِ راست بعض مخالفین اور معاندین کے متعلق ہوتیں ہیں اور انہیں سے وہ مخصوص ہوتی ہیں وہ جب پوری ہوتی ہیں تو ان کے متعلق کسی قسم کے شک و شُبہ کی گنجائش نہیں رہتی اور قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ ایسے لوگوں کی کسی قسم کی اعانت و نصرت کرنا گناہ ہے- لیکن ایک بطور نشان ہوتی ہیں اور ان کے ماتحت جو عذاب آتا ہے وہ اس قدر پھیل کر آتا ہے کہ بعض ناواقف بھی اس سے متأثر ہوجاتے ہیں- یہ عذاب دنیا کی عام گنہگاری کی وجہ سے آتا ہے- جو عذاب مخصوص انسانوں پر آتا ہے'

اس کے متعلق پیشگوئی بھی براہ راست ہوتی ہے کہ فلاں شخص برباد ہوجائے گا لیکن جو عذاب عام ہوتا ہے' اس میں ہمدردی ضروری ہوتی ہے جیسے حضرت یوسف کے وقت میں قحط نمودار ہوا مگر آپ کے ہی ہاتھ سے خدا تعالیٰ نے غلّہ بھی تقسیم کرایا- اُس وقت عذاب اس لئے آیا تھا کہ تا خدا تعالیٰ آپ کو قید سے نکلوائے اور آپ پر جو ظلم ہوا تھا لوگوں پر اس کا نتیجہ ظاہر کرے اور بتائے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے بندہ کیلئے تمام ملک کو بھی تباہ کردیتا ہے- نیز اس لئے کہ حضرت یوسفؑ کے اس رؤیا کو پورا کرے جس میں آپ نے دیکھا کہ سورج چاند اور ستارے آپ کو سجدہ کرتے ہیں- پس خدا تعالیٰ نے قحط نازل کیا تا ملک بھوکا مرے اور حضرت یوسفؑ کے بھائی روٹی مانگتے ہوئے آپ کے پاس پہنچیں- وہ ایک نشان تھا جس کے نتیجہ میں ملک پر عذاب آیا تھا مگر حضرت یوسفؑ خودؔ درخواست کرکے ایسا عہدہ لیتے ہیں جس پر رہ کر وہ مصیبت زدگان سے زیادہ سے زیادہ ہمدردی کرسکیں- بادشاہ آپ کو وزیرِاعظم بنانا چاہتا ہے مگر آپ کہتے ہیں کہ مجھے خزائن الارض پر مقرر کرو[۲]- پس اُس وقت قحط عذاب تو بے شک تھا مگر حضرت یوسفؑ ہمدردی بھی پوری پوری کرتے ہیں اور عذاب کی شدت کو پورے طور پر کم کرنے کی کوشش کرتے ہیں- لیکن جہاں بعض لوگ خیال کرتے ہیں کہ ایسے عذاب میں بھی ہمدردی نہیں کرنی چاہیئے وہاں بعض منافق ان عذابوں میں بھی جن میں ہمدردی کرنا گناہ ہوتا ہے ہمدردی کی آڑ میں اس نشان کو مشتبہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں- اور بعض اللہ تعالیٰ کی رحمت کو بھول جاتے ہیں حالانکہ قرآن کریم میں صاف مثال موجود ہے- اگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ ایسے وقت میں مصیبت زدگان سے ہمدردی کرنا چاہیئے تو آخر اس کے بیان کرنے کا فائدہ کیا تھا- اس کا یہی مطلب ہے کہ تا خدا تعالیٰ بتائے کہ بعض عذابوں میں رأفت و ہمدردی کرنا ضروری ہوتا ہے- ہاں بعض میں نہیں اور ان کے متعلق قرآن کریم نے صاف فرما دیا ہے کہ لَاتَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ[۳] جو زلزلہ کا عذاب آیا ہے یہ بھی اسی قسم کا ہے جس میں ہمدردی کرنا اشدّ ضروری ہے- اس میں لاکھوں ایسے انسان بھی تباہ ہوگئے ہیں کہ ان کی تباہیاں کسی مامور کے انکار کے باعث نہیں کہلاسکتیں- ممکن ہے ان میں سے بعض نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام بھی نہ سنا ہو- یا اگر سنا ہو تو ایسی طرح کہ پوری واقفیت نہ حاصل کرسکے ہوں- ان پر اگر عذاب آیا تو محض عام عذاب ہونے کی وجہ سے جو دنیا کی تمام بدکاریوں اور شرارتوں کی وجہ سے آیا اور ایسے لوگوں کے ساتھ

ہمدردی کرنا ضروری ہے۔ ماموریں اور ان کی جماعتوں کے اندر ہمدردی اور رأفت و رحمت کا ہونا بھی ضروری ہے اور یہ بھی دراصل ان کا ایک نشان ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے جب کسی نے ذکر کیا کہ جماعت کے بعض لوگ روحانیت میں کمزور ہیں تو آپ نے فرمایا آپ ایسا کیوں نہیں کرتے کہ ان کیلئے دعا کریں۔ میری اپنی کیفیت تو یہ ہے کہ اگر میں کسی بھائی کو دیکھوں کہ شراب کے نشہ سے مخمور ہو کر نالی میں پڑا ہے تو اسے اُٹھا کر گھر لے آؤں تا ہوش میں آنے پر وہ شرمندہ نہ ہو۔ پھر اسے ہوش میں لاؤں' علیحدگی میں نصیحت کروں اور اس کیلئے دعا کروں۔ مأمورین کی جماعتوں کے متعلق یہ رأفت و رحمت بھی ایک نشان ہی ہوتا ہے۔ خدا تعالیٰ بتاتا ہے کہ اگر ایک طرف دنیا میں اس قدر بدکاری پھیلی ہوئی ہے جو ایسے عذابوں کا موجب ہے تو دوسری طرف ہمارے بندوں میں اس قدر نیکی بھی ہے کہ وہ مصیبت زدگان سے ہمدردی کرتے ہیں اور ہمارے مامور کے ذریعہ وہ اس قدر نیک ہو گئے ہیں کہ کفار سے بھی ہمدردی رکھتے ہیں۔ تو یہ ہمدردی بھی ایک قسم کا نشان ہی ہوتا ہے۔ ایک طرف اللہ تعالیٰ اپنا عذاب بھیجتا ہے اور دوسری طرف نبی کی جماعت کو رحمت کے طور پر کھڑا کردیتا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ آج جمعہ کیلئے آنے میں دیر ہو گئی۔ میں نے گھڑی نہ دیکھی۔ مؤذّن نے جب مجھے اطلاع دی تو وقت کافی تھا لیکن ایسا ذہول ہوا کہ میں جلدی نہ آسکا۔ پھر جو گھڑی کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ نماز کا وقت جارہا ہے اس لئے لمبا مضمون تو بیان نہیں کرسکتا۔ صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ عذاب ایسا ہے کہ اس میں رأفت و ہمدردی ضروری ہے اور مصیبت زدگان کے ساتھ سب سے زیادہ ہمدردی کرنا ہمارا فرض ہے کیونکہ ایک طرف تو ہم صفاتِ الٰہی کے ظہور کا نشان اور ان کا مظہر قرار دیئے گئے ہیں۔ اور دوسری طرف یہ امر بھی ہے کہ عذاب جب آتے ہیں تو لوگوں کے دل نرم ہوجاتے ہیں اور ڈاکٹر جب نشتر لگاتا ہے تو پھر مرہم بھی رکھتا ہے۔ اگر اِس وقت ہم محبت اور اخلاص سے کام لیں تو لوگ سمجھیں گے کہ گو یہ لوگ پیشگوئی کے پورا ہونے پر خوش بھی ہیں مگر ہم سے ہمدردی بھی رکھتے ہیں۔ ہمارے مخالف ہمیشہ ہم پر یہ اعتراض کیا کرتے ہیں کہ یہ دوسروں کے مصائب پر خوش ہوتے ہیں۔ نادر شاہ والی پیشگوئی کے پورا ہونے پر میں نے جو مضمون لکھا' اس کے متعلق بھی ایک صاحب نے کہا کہ یہ خوش ہوئے ہیں۔ میں نے کہا کہ یہ بات ہرگز نہیں۔ میرا مضمون پڑھ کر دیکھ لو اس میں رنج ہی رنج ہے۔ باقی پیشگوئی کے پورا ہونے کے متعلق جو خوشی ہے' وہ اسی

موقع کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ جب ہمارا بھائی مبارک احمد فوت ہوا تو اس کو دفن کرتے وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا دیکھو کتنی خوشی کی بات ہے کتنا بڑا نشان پورا ہوا ہے۔ ہمارے لئے مقدم اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ جب اس کی بات پوری ہو تو سب رنج اور دکھ بھول جاتا ہے۔ اور یہ تو ہمارے ایمان کی علامت ہے کہ جب بھائی بھی مرے تو اس وقت بھی خدا کی بات کے پورے ہونے کی ہمیں خوشی ہوتی ہے۔ ہماری حالت تو وہی ہے جو کسی نے اس مصرعہ میں بیان کیا ہے کہ:-

جدھر دیکھتا ہوں اُدھر تُو ہی تُو ہے

موت، حیات ہر چیز میں ہمیں خدا تعالیٰ کی باتیں پوری ہوتی نظر آتی ہیں۔ غم اور خوشی ہر حالت میں ہمیں اللہ تعالیٰ کے نشان نظر آتے ہیں اور دونوں حالتوں میں خدا کا چہرہ دکھائی دیتا ہے اس لئے شاعر کا یہ قول پوری طرح ہم پر صادق آتا ہے کہ "جدھر دیکھتا ہوں اُدھر تُو ہی تُو ہے"۔ اس لحاظ سے اگر ہمارے اندر خوشی کی لہر دوڑ جاتی ہے تو ہم معذور ہیں۔ باقی ہمیں اپنے عمل سے ثابت کردینا چاہیئے کہ ہمیں ہمدردی سب سے زیادہ ہے۔ میں نے چندہ کی اپیل کی ہے، اس پر جو لوگ بشاشت سے لبیک نہ کہہ سکیں وہ اپنے نفسوں پر بوجھ ڈال کر بھی چندہ دیں مگر سلسلہ کے دوسرے کاموں کو نقصان پہنچائے بغیر۔ یہ کوئی نیکی نہیں کہ ایک نیک کام چھوڑ کر دوسرا اختیار کرلیا جائے۔ یہ تو ایسی ہی بات ہے جیسے کوئی پاجامہ ایک لات پر پہن لے اور پھر توجہ دلائے جانے پر اُسے اُتار کر دوسری پر پہن لے۔ پس مستقل چندہ کو کسی قسم کا نقصان پہنچائے بغیر اور پہلی نیکیوں کو قائم رکھتے ہوئے اس طرف توجہ کی جائے۔ میں نے جو مسئلہ بیان کیا ہے اگر یہ سمجھ میں آجائے تو بشاشت کے ساتھ اور اگر نہ آئے تو اپنے نفسوں پر بوجھ ڈال کر اس تحریک میں حصہ لیا جائے یہ قربانی کا موقع ہے۔ اگر بشاشت ہو تو فَبِهَا وگرنہ عبودیت اور فرمانبرداری کے ماتحت اس میں حصہ لیا جائے اور جہاں تک ہوسکے مصیبت زدہ لوگوں کی امداد کی جائے۔ مونگھیر میں سوائے دو کے باقی سب احمدیوں کے مکان گرگئے ہیں ان کی مدد ضروری ہے تاکہ وہ ان کو مرمت کرسکیں اور باقی مستحقین کو بھی امداد دی جاسکے۔ اگر جماعت توجہ کرے تو اس کی امداد سب سے زیادہ ہوسکتی ہے کیونکہ دوسرے لوگ اگرچہ کروڑوں کی تعداد میں ہیں مگر ان کے صرف امراء ہی چندہ دیں گے لیکن جماعت اگر فرض شناسی سے کام لے تو چونکہ ہر ایک احمدی حصہ لے گا، ہم مِنْ حَيْثُ الْجَمَاعَت حصہ

لیں گے اور دوسرے مِنْ حَیْثُ الْاَفْرَاد اس لئے اس تحریک میں ضرور حصہ لیا جائے تا جو احمدی مبتلائے مصائب ہیں ان کی امداد کی جائے اور دوسرے مستحقین کو بھی خدا کی صفتِ رحمانیت کے ماتحت امداد دی جاسکے اور اس طرح خدا کی طرف سے پیشگوئی پوری کئے جانے کا شکریہ ادا ہوسکے۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا ایک نشان ظاہر ہوا ہے اور اس پر ہماری خوشی کی کوئی علامت ظاہر ہونی چاہیئے اور وہ یہ ہوسکتی ہے کہ ہم مسکینوں اور مصیبت زدوں کی امداد کریں اور اپنے عمل سے ثابت کریں کہ ہم نے خدا کا الہام پورا ہونے کی قدر کی ہے اور یہ ہمارے ایمان میں زیادتی کا موجب بنا ہے۔ پس قادیان کے دوست بھی اور باہر کے بھی جن کو اخبار کے ذریعہ یہ خطبہ پہنچ جائے گا تھوڑا بہت جس قدر بھی ہوسکے اس تحریک میں جو ناظر صاحب بیت المال کریں گے، حصہ لیں۔ بعض لوگوں کو پہلے ہی اس کا احساس ہے۔ چنانچہ ینگ مینز ایسوسی ایشن قادیان نے قبل اس کے کہ میری طرف سے کوئی تحریک ہو، اگرچہ میرے دل میں یہ تھی، اپنی طرف سے ۱۰ روپے کی رقم بھیج دی ہے اور میں امید کرتا ہوں کہ باقی دوست بھی خواہ وہ قادیان کے ہوں یا باہر کے اس بات کا عملی ثبوت دیں گے کہ اس پیشگوئی کے پورا ہونے پر ان کے ایمان میں اضافہ ہوا ہے اور وہ اس کی قدر کرتے اور شکریہ ادا کرتے ہیں۔ ہر پیشگوئی ہمارے ایمان کی تازگی کا موجب ہوتی ہے اور ہماری عظمت اور شوکت کو دنیا میں ظاہر کرنے والی۔ ہمیں چاہیئے کہ اس امر پر غور کریں کہ ہماری ہستی کیا ہے اور اللہ تعالیٰ ہماری عظمت بڑھانے کیلئے کس طرح دنیا کو تہ و بالا کررہا ہے۔ یہ سب سلسلہ احمدیہ کی عظمت قائم کرنے اور اس کی صداقت کو ظاہر کرنے کیلئے ہے اور جہاں سلسلہ احمدیہ دائمی صداقتوں کا نام ہے، وہاں اس کا ایک حصہ ہم بھی تو ہیں۔ پس چاہیئے کہ ہم خداتعالیٰ کے سامنے گر جائیں کہ وہ ہم جیسے بے کس انسانوں کیلئے کس قدر عظیم الشان نشانات ظاہر کررہا ہے۔

(الفضل ۸۔ فروری ۱۹۳۴ء)

۱؎ تذکرہ صفحہ ۷۱۶۔ ایڈیشن چہارم

۲؎ یوسف:۵۶ ۳؎ النور:۳